آیاتِ قرآنیہ بمع تفاسیرِ معتبرہ، احادیثِ مبارکہ بمع شروحاتِ معتبرہ اور اجماعِ امت کی روشنی میں مسئلہ حیات الانبیاء کا ثبوت نیز ایک حدیث کے ذریعے ہونے والے اعتراض کے تیرہ مدلل جوابات

حیاتِ انبیاء پہ عمدہ دلائل



کاوش: عبدہ المذنب سید کامران عطاری مدنی غفر اللہ لہ ما یجری منہ و ما مضی

فیس بک لنک:

https://www.facebook.com/SyedKamran786

واٹس ایپ نمبر:

+923169168614

ٹیلی گرام گروپ لنک:

https://t.me/FiqhiMasail2526

انسٹا گرام اکاؤنٹ لنک:

www.instagram.com/iamkamranmadani

فیس بک گروپ لنک:

www.facebook.com/groups/syedkamran786

For Feedback:

+923185748580

فہرست

پیش لفظ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العٰلمین، والصلاۃ والسلام علی سید الأنبیاء والمرسلین، وعلی آلہ وأصحابہ أجمعین، وبعد

مسئلہ حیاتِ انبیاء علیہم السلام اہلسنت و جماعت کا ایک بنیادی اور اجماعی عقیدہ و نظریہ ہے۔ اس پر کئی علماءِ اسلام نے اپنی تحقیقات پیش کی ہیں تاکہ امتِ مسلمہ کو اس اہم مسئلے کا صحیح علم اور فہم حاصل ہو سکے۔ یہ کتاب بھی اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے، جس میں قرآنِ کریم کی آیات، احادیثِ مبارکہ اور اجماعِ امت کی روشنی میں اس مسئلے پر مدلل کلام موجود ہے۔

ہم نے اس کتاب میں قرآنِ مجید کی اُن آیات کو ذکر کیا ہے جو انبیاء کرام علیہم السلام کی حیاتِ برزخی کو ثابت کرتی ہیں۔ ان آیات کی تفسیر میں جلیل القدر مفسرین کی آراء اور تشریحات کو بھی شامل کیا گیا ہے تاکہ ان آیات سے مبحوث عنہ مسئلہ پر استدلال واضح ہو جائے۔

احادیثِ مبارکہ بھی اس مسئلے کی تصدیق کرتی ہیں۔ اس کتاب میں موجود احادیث اور ان کی شروحات کو پڑھ کر یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور اللہ پاک کی عبادت میں مشغول ہیں۔ نیز ایک حدیث مبارک سے پیدا ہونے والے اعتراض کے تیرہ مدلل جوابات بھی پیش کیے گئے ہیں۔

اسی طرح کتابِ ھذا میں بیان کردہ علماء اسلام کی تصریحات کی روشنی میں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ مسئلہ حیاتِ انبیاء اس امت کا اجماعی مسئلہ ہے جس پر ہر دور کے مسلمان یقین رکھتے آئے ہیں سوائے چند گمراہ و بد دین افراد کے۔

ہماری کوشش رہی ہے کہ اس کتاب میں شامل تمام مواد مستند اور معتبر نیز آسان فہم ہو تاکہ یہ کتاب خطباء، طلباء اور عوام الناس سب کے لیے مفید ثابت ہو سکے۔

آخر میں ہم دعا گو ہیں کہ اللہ پاک اس کاوش کو قبول فرمائے اور اسے خوب نفع بخش بنائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم

طالبِ دعا

سید کامران عطاری عفی عنہ

حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے ثبوت پر آیاتِ مبارکہ

آیت 1:

﴿وَ لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ وَّ لٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (۱۵۴)﴾

ترجمۂ کنزالایمان: ”اور جو خدا کی راہ میں مارے جائیں انہیں مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں ہاں تمہیں خبر نہیں۔“[1]

اس آیت کے تحت امام ثعلبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

”نزلت فی قتلی بدر من المسلمین، وكانوا أربعة عشر رجلا: ثمانية من الأنصار، وستة من المهاجرين، وذلك أن الناس كانوا يقولون للرجل يقتل فی سبيل الله، مات فلان وذهب عنه نعيم الدنيا ولذتها؛ فأنزل الله تعالى“

ترجمہ: یہ آیت بدر کے شہداء کے متعلق نازل ہوئی اور یہ چودہ اصحاب تھے، آٹھ انصار میں سے تھے اور چھ مہاجرین میں سے تھے۔ اور یہ اس لئے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتل ہو جاتا، اس کے متعلق لوگ کہتے تھے کہ: فلاں فوت ہو گیا اور اس سے دنیا کی نعمتیں و لذتیں چلی گئی ہیں تو اس پر اللہ نے یہ آیت اتاری۔[2]

جب ابوجہل وغیرہ کفار (مقتولین بدر) کو بدر کے کنویں میں پھینک دیا گیا تو اس وقت رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم نے ان سے خطاب فرمایا ”فَهَلْ وَجَدْتُّمْ مَّا وَعَدَ

1… پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت: 154

2… تفسیر ثعلبی، 4/219

رَبُّكُمْ حَقًّا‘‘تو کیا تم نے اس وعدے کو سچا پایا جو تم سے تمہارے رب نے کیا تھا؟ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے عرض کی: یارسول اللہ! صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم، آپ ایسے جسموں سے کلام فرمارہے ہیں کہ جن کے اندر روحیں نہیں۔[1] تو حضرت فاروقِ اعظم رضی اللہ عنہ کو آقا کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو جواب دیا تھا اس کو تفسیرِ قرطبی میں نقل کیا گیا ہے۔

چنانچہ امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

’’أجابه النبی صلى الله عليه وسلم بأنهم يسمعون كسمع الأحياء

وفي هذا ما يدل على أن الموت ليس بعدم محض ولا فناء صرف، وإنما هو انقطاع تعلق الروح بالبدن ومفارقته، وحيلولة بينهما، وتبدل حال وانتقال من دار إلى دار. قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: ’’إن الميت إذا وضع في قبره وتولى عنه أصحابه إنه ليسمع قرع نعالهم‘‘

ترجمہ: نبی علیہ السلام نے جواب دیا کہ مردے ایسے ہی سنتے ہیں جیسے زندہ لوگ سنتے ہیں۔

(امام قرطبی فرماتے ہیں:) اس میں اس بات پر دلیل ہے کہ موت محض عدم یا فنا نہیں ہے، بلکہ یہ روح اور جسم کے تعلق کا منقطع ہونا اور ایک دوسرے سے جدا ہونا ہے، ان دونوں کے درمیان رکاوٹ پیدا ہونا، حالت کا بدلنا اور ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونا ہے۔

1...بخاری، 3/11، حدیث:3976

نبیِّ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب مردے کو قبر میں رکھا جاتا ہے اور دوست احباب واپس مڑ جاتے ہیں تو یہ ان کے قدموں کی آواز کو بھی سنتا ہے۔[1]

انبیاء کرام کی حیات کے متعلق "تفسیر ابنِ رجب حنبلی" میں ہے:

"فإن حياة الأنبياء أكمل من حياة الشهداء، بلا ريب فيشملهم حكم الأحياء أيضاً"

ترجمہ: بے شک انبیاء کرام کی حیات شہداء کی حیات سے بغیر کسی شک وشبہ کے اکمل ہے۔ لہذا یہ بھی زندہ ہی ہیں۔[2]

علامہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بل حيوة الأنبياء أقوى منهم وأشد ظهورا اثارها فی الخارج حتى لا يجوز النكاح بأزواج النبی صلى الله عليه وسلم بعد وفاته بخلاف الشهيد۔ والصديقون ايضا أعلى درجة من الشهداء والصالحون يعنی الأولياء ملحقون"

ترجمہ: بلکہ انبیاء کی حیات شہداء سے قوی ہوتی ہے اور خارج میں اس کا ظہور ان سے بڑھ کر ہوتا ہے حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ان کی ازواج سے نکاح جائز نہیں ہے، برخلاف شہداء کے کہ ان کی ازواج سے نکاح جائز ہے۔ اور صدیقوں کا بھی شہداء سے اعلیٰ درجہ ہے اور اولیاء بھی انہی سے ملحق

1... تفسیر قرطبی، 7/377

2... تفسیر ابن رجب حنبلی، 1/269

ہیں۔[1]

علامہ آلوسی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر روح المعانی میں لکھتے ہیں:

"وحياة نبينا صلى الله عليه وسلم أكمل وأتم من حياة سائرهم عليهم السلام"

ترجمہ: ہمارے نبی علیہ السلام کی حیات دیگر انبیاء علیہم السلام کی بنسبت اکمل واتم ہے۔[2]

آیت 2:

اللہ پاک ارشاد فرماتا ہے:

﴿وَ لَا تَحْسَبَنَّ الَّذِیْنَ قُتِلُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا ؕ بَلْ اَحْیَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ یُرْزَقُوْنَ (۱۶۹)﴾

ترجمۂ کنز الایمان: "اور جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہرگز انہیں مردہ نہ خیال کرنا بلکہ وہ اپنے رب کے پاس زندہ ہیں روزی پاتے ہیں۔"[3]

علامہ قرطبی اپنی دوسری تصنیف "التذكرة بأحوال الموتى وأمور الآخرة" میں لکھتے ہیں:

أن الموت ليس بعدم محض، وإنما هو انتقال من حال إلى حال، ويدل على

1... تفسیر مظہری، 1/152

2... تفسیر روح المعانی، 11/216

3... پارہ 4، سورہ آل عمران، آیت: 169

ذلك: أن الشهداء بعد قتلهم وموتهم أحياء عند ربهم يرزقون، فرحين مستبشرين، وهذه صفة الأحياء فی الدنيا وإذا كان هذا فی الشهداء، كان الأنبياء بذلك أحق وأولی، مع أنه قد صح عن النبی صلی الله عليه وسلم «أن الأرض لا تأكل أجساد الأنبياء» وأن النبی صلی الله عليه وسلم قد اجتمع بالأنبياء ليلة الإسراء فی بيت المقدس، وفی السماء وخصوصاً بموسی"

ترجمہ: موت محض عدم کا نام نہیں بلکہ وہ ایک حال سے دوسرے حال میں جانے کا نام ہے، اور اس پر یہ بات دلالت کرتی ہے کہ شہداء اپنے قتل و شہادت کے بعد اللہ کے ہاں زندہ ہوتے ہیں انہیں رزق دیا جاتا ہے، خوش ہوتے اور خوشخبریاں سناتے ہیں تو یہ دنیا کے زندوں کی صفت ہے اور جب یہ شہداء کے بارے میں ہے تو انبیاء اس سے زیادہ کے مستحق و حقدار ہیں۔ باوجود اس کے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے صحیح حدیثِ مبارک مروی ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا: زمین انبیاء کے جسموں کو نہیں کھاتی۔ اور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم بھی دیگر انبیاء کے ساتھ شبِ معراج بیت المقدس اور آسمانوں میں جمع ہوئے تھے اور خصوصاً حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ ملاقات ہوئی تھی۔ (1)

تفسیر روح البیان میں ہے:

"ان حياة الأنبياء والأولياء حياة دائمة فی الحقيقة ولا يقطعها الموت الصوری فانه انما يطرأ علی الأجساد بمفارقة الأرواح مع ان أجسادهم لا تأكلها

1 ...التذکرۃ باحوال الموتی وامور الآخرۃ، ص459

الأرض فهم بمنزلة الاحیاء من حیث الأجساد ایضا"

ترجمہ: حقیقت میں انبیاء و اولیاء کی حیات دائمی ہوتی ہے اور اسے ظاہری موت قطع نہیں کرتی بلکہ یک لحظہ ارواح کو جدا کرنے کے لیے طاری ہوتی ہے، اور ان کے جسموں کو زمین نہیں کھاتی لہٰذا یہ اجسام کے لحاظ سے بھی زندہ کی مثل ہی ہوتے ہیں۔[1]

وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ میں ہے:

"ولا شك فی حیاته صلی الله تعالی علیه وسلم بعد وفاته، وکذا سائر الأنبیاء علیهم الصلاة والسلام أحیاء فی قبورهم حیاة أکمل من حیاة الشهداء التی أخبر الله تعالی بها فی کتابه العزیز، ونبیّنا صلی الله تعالی علیه وسلم سید الشهداء، وأعمال الشهداء فی میزانه، وقد قال صلی الله تعالی علیه وسلم «علمی بعد وفاتی کعلمی فی حیاتی» رواه الحافظ المنذری. وروی ابن عدی فی کامله عن ثابت عن أنس رضی الله تعالی عنه قال: قال رسول الله صلی الله علیه وسلم «الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون» ورواه أبویعلی برجال ثقات، ورواه البیهقی وصححه"

ترجمہ: اور اس میں کوئی شک نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی وفات کے بعد بھی آپ کی حیات جاری ہے اور اسی طرح دیگر انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام بھی اپنی قبروں میں زندہ ہیں، جو شہداء کی زندگی سے بھی زیادہ کامل ہے، جس کا ذکر اللہ پاک نے اپنی کتاب میں کیا ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سید الشہداء ہیں اور شہداء کے

1... تفسیر روح البیان، 8/418

اعمال بھی آپ کے میزان میں ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میری وفات ظاہری کے بعد بھی میرا علم بھی ایسا ہی ہوگا ہے جیسا میری زندگی میں ہے۔ اس روایت کو حافظ منذری نے بیان کیا ہے۔

ابنِ عدی نے اپنی کتاب ''الکامل'' میں حضرت ثابت رضی اللہ عنہ سے اور انہوں نے انس رضی اللہ عنہ سے روایت کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: ''انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔'' اسے ابو یعلیٰ نے ثقات رجال کے ساتھ روایت کیا ہے اور بیہقی نے بھی روایت کیا اور اس کی تصحیح کی ہے۔[1]

حیاتِ شہداء سے حیاتِ اولیاء و انبیاء کے متعلق استدلال کو ذکر کرتے ہوئے اعلیٰ حضرت، امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ فتاویٰ رضویہ میں ارشاد فرماتے ہیں: ''حیاتِ شہداء قرآنِ عظیم سے ثابت ہے اور شہداء سے علماء افضل، حدیث میں ہے۔ روزِ قیامت شہداء کا خون اور علماء کی دوات کی سیاہی تولے جائیں گے علماء کی دوات کی سیاہی شہداء کے خون پر غالب آئے گی۔ اور علماء سے اولیاء افضل ہیں، تو جب شہداء زندہ ہیں اور فرمایا کہ انہیں مردہ نہ کہو، تو اولیاء کہ بدرجہا ان سے افضل ہیں ضرور ان سے بہتر حی ابدی ہیں، قرآنِ کریم کے ایجازات میں یہ بھی ہے کہ امر ارشاد فرماتے ہیں اور اس سے اس کے امثال اور اس سے امثل پر دلالت فرمادیتے ہیں۔ جیسے: لاتقل لھما اُفٍ ولا تنھر ھما۔ ان سے ہُوں نہ کہنا اور انہیں نہ جھڑکنا (ت) ماں باپ کو ہُوں کہنے سے ممانعت فرمائی جو کچھ اسے زیادہ ہو وہ خود ہی

1...وفاء الوفاء باخبار دار المصطفیٰ، 4/179

منع ہو گیا اور یہیں دیکھئے حیاتِ شہداء کی تصریح فرمائی اور حیاتِ انبیاء کا ذکر نہیں کہ اعلیٰ خود ہی مفہوم ہو جائے گا اس دلالۃ النص میں اولیاء بلاشبہہ داخل۔[1]

آیت 3:

﴿وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِیْمًا(۶۴)﴾

ترجمۂ کنز الایمان: اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔[2]

اس آیت کی تفسیر میں امام قرطبی رحمۃ اللہ علیہ ایک روایت نقل فرماتے ہیں:

"عن علی رضی اللہ عنہ قال قدم علینا اعرابی بعد ما دفنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بثلاثۃ ایام فرمی بنفسہ علی قبر رسول، وحثا علی راسہ من ترابہ فقال قلت یا رسول اللہ: فسمعنا قولك ووعیت عن اللہ فوعینا عنك وکان فیھا انزل اللہ علیك وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْۤا اَنْفُسَهُمْ الخ وقد ظلمت نفسی وجئتك تستغفر لی، فنودی من القبر انہ قد غفر لك"

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی وفات کے تین دن بعد ہمارے پاس ایک دیہاتی آیا اور اپنے آپ کو قبرِ رسول پر

1... فتاویٰ رضویہ، 29/106

2... پارہ نمبر 05، سورۃ النساء، آیت: 64

گرادیا اور اپنے سر پر قبر کی مٹی ڈال کر کہنے لگا:"یا رسول اللہ! میں نے آپ سے سنا تھا اور آپ کی بات کو قبول کیا تھا اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو وحی آپ پر نازل ہوئی تھی، وہ ہم تک بھی پہنچی۔ اس میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ پر یہ آیت نازل فرمائی ہے:(ترجمہ کنز الایمان:)"اور اگر جب وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شِفاعت فرمائے تو ضرور اللہ کو بہت توبہ قبول کرنے والا مہربان پائیں۔"میں نے بھی اپنی جان پر ظلم کیا ہے اور آپ کے پاس آیا ہوں کہ آپ میرے لئے اللہ سے معافی مانگیں۔تو قبر سے ندا آئی کہ تمہیں معاف کر دیا گیا ہے۔[1]

حیاتِ انبیاء علیہم السلام کے ثبوت پر احادیث مبارکہ

حدیث 1:

صحیح مسلم میں ہے:

"عن سليمان التيمي، سمعت أنسا يقول: قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: مررت على موسى وهو قائم يصلي في قبره"

ترجمہ: حضرت سلیمان تیمی بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:"میں موسیٰ (علیہ السلام) کے پاس سے گزرا جبکہ وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔[2]

1...تفسیر قرطبی،5/255

2...صحیح مسلم،7/102

اس کے تحت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"قال الشیخ بدر الدین بن الصاحب فی مؤلف له فی حیاۃ الانبیاء: هذا صریح فی اثبات الحیاۃ لموسی فی قبرہ فانه وصفه بالصلوۃ وانه قائم ومثل ذلك لایوصف به الروح وانما یوصف به الجسد وفی تخصیصه بالقبر دلیل علی هذا فانه لوکان من اوصاف الروح لم یحتج لتخصیصه بالقبر"

ترجمہ: شیخ بدرالدین بن الصاحب نے اپنی تصنیف میں انبیاء کی حیات کے بارے میں لکھا: "یہ (حدیث) صریح ہے موسیٰ علیہ السلام کی قبر میں زندگی کے اثبات میں، کیونکہ انہیں نماز پڑھتے ہوئے اور کھڑے ہوئے بیان کیا گیا ہے۔ ایسی صفات روح کے لئے بیان نہیں کی جاتیں بلکہ جسم کے لئے بیان کی جاتی ہیں۔ اور قبر کے ساتھ ان کا خصوصی ذکر اس بات کی دلیل ہے، کہ اگر یہ روح کی صفات میں سے ہوتا تو قبر کا ذکر کرنے کی ضرورت نہ ہوتی۔"(1)

حیاتِ انبیاء پر نقولِ متوافرہ ذکر کرنے کے بعد امام ابنِ حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب "فتح الباری شرح الصحیح البخاری" میں لکھتے ہیں:

"قلت وإذا ثبت أنهم أحياء من حيث النقل فإنه يقويه من حيث النظر كون الشهداء أحياء بنص القرآن والأنبياء أفضل من الشهداء ومن شواهد الحديث ما أخرجه أبو داود من حديث أبي هريرة رفعه وقال فيه وصلوا علي فإن صلاتكم تبلغني حيث كنتم سنده صحيح وأخرجه أبو الشيخ في كتاب الثواب بسند جيد

1...زھر الربی شرح سنن النسائی المجتبی، 2/150

بلفظ ”من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا بلغته“ وعند أبي داود والنسائي وصححه ابن خزيمة وغيره عن أوس بن أوس رفعه في فضل يوم الجمعة فأكثروا على من الصلاة فيه فإن صلاتكم معروضة علی قالوا يا رسول الله وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ قال إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء » “

ترجمه: جب یہ ثابت ہو گیا کہ وہ (انبیاء) نقلی دلائل کے مطابق زندہ ہیں، تو اس کو عقلی دلائل بھی تقویت دیتے ہیں، کیونکہ قرآن کے نص کے مطابق شہداء زندہ ہیں اور انبیاء شہداء سے افضل ہیں۔ احادیث میں سے ایک دلیل وہ ہے جو ابو داؤد نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کی، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے نقل کیا کہ آپ نے فرمایا: ”مجھ پر درود بھیجو، بے شک تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں بھی تم ہو۔“ اس کی سند صحیح ہے۔

ابو الشیخ نے ”کتاب الثواب“ میں بسندِ جید ان الفاظ کے ساتھ روایت کی ہے: ”جو شخص میری قبر کے پاس مجھ پر درود بھیجے، میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجے، وہ مجھے پہنچایا جاتا ہے۔“

ابو داؤد اور نسائی نے اور ابن خزیمہ اور دیگر نے صحیح قرار دیتے ہوئے حضرت اوس بن اوس سے روایت کیا، جنہوں نے نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے جمعہ کے دن کی فضیلت کے بارے میں نقل کیا: ”اس دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔“ صحابۂ کرام نے عرض کیا: ”یا رسول اللہ، ہمارا درود

آپ پر کیسے پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسم مبارک وفات کی وجہ سے مٹی میں مل جائے گا؟" آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: "بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔"[1]

حدیث2:

سنن ابو داؤد میں ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فأكثروا على من الصلاة فيه، فإن صلاتكم معروضة على" قال: قالوا: يا رسول الله، وكيف تعرض صلاتنا عليك وقد أرمت؟ يقولون: بليت، فقال: "إن الله عزوجل حرم على الأرض أجساد الأنبياء"

ترجمہ: مجھ پر کثرت سے درود بھیجو، کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام نے عرض کیا: یارسول اللہ ! کس طرح ہمارا درود آپ پر پیش کیا جائے گا جب کہ آپ کا جسم مبارک وفات کی وجہ سے مٹی میں مل جائے گا؟ رسولُ اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے (کہ وہ ان کے جسموں کو نہیں کھائے گی)۔[2]

حدیث3:

مسند ابی یعلیٰ میں ہے:

"عن انس بن مالك قال قال رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم:

1... فتح الباری شرح صحیح بخاری لابن حجر، 6/488

2... سنن ابو داؤد، 2/279

الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون"

ترجمہ: حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔[1]

مستدلین:

امام بیہقی۔(حیاۃ الانبیاء، ص70)

امام تقی الدین سبکی۔(شفاء السقام، ص391)

امام ابنِ حجر عسقلانی۔(فتح الباری، ج6، ص594۔595)

امام سیوطی۔(انباء الازکیاء، بحوالہ حیاۃ الانبیاء للبیہقی)

شیخ ملا علی قاری۔(مرقاۃ المفاتیح، ج3، ص415)

علامہ مناوی۔(فیض القدیر، ج3، ص239)

علامہ سمہودی۔(خلاصۃ الوفاء، ج1، ص43)

شیخ عبد الحق محدث دہلوی۔(مدارج النبوۃ، ج2، ص527)

حدیث4:

سننِ ابنِ ماجہ میں ہے:

"عن ابی درداء رضی اللہ تعالی عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم: اکثروا الصلوۃ علی یوم الجمعۃ فانہ مشھود تشھدہ الملائکۃ وان احدا لن یصلی علی الا عرضت علی صلوتہ حتی یفرغ منھا قال قلت وبعد الموت؟

1... مسند ابی یعلی الموصلی، 5/202

قال وبعد الموت ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء فنبی اللہ حی یرزق"

ترجمہ: حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن مجھ پر کثرت سے درود بھیجا کرو، کیونکہ یہ دن مشہود (یعنی حاضری والا) ہے، اس دن فرشتے حاضر ہوتے ہیں۔ اور کوئی بھی شخص مجھ پر درود بھیجے تو اس کا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے، حتی کہ وہ اپنے درود سے فارغ ہو جائے۔ میں نے عرض کیا: اور وفات کے بعد؟ آپ نے فرمایا: ہاں، وفات کے بعد بھی۔ بے شک اللہ پاک نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے، پس اللہ کے نبی زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے۔[1]

شیخ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا احادیث مبارکہ کے تحت فرماتے ہیں:

قولہ: (إن اللہ حرم علی الأرض أجساد الأنبیاء) کنایۃ عن حیاتھم والمذھب أن الأنبیاء أحیاء حیاۃ حقیقیۃ دنیاویۃ

ترجمہ: یہ قول کہ (بیشک اللہ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو حرام کر دیا ہے) ان کی حیات سے کنایہ ہے اور (صحیح) مذہب یہ ہی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام حقیقی دنیوی زندگی کے ساتھ (قبروں میں) زندہ ہیں۔[2]

1... سنن ابن ماجہ، 1/524

2... لمعات التنقیح، 3/487

شیخ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ ان احادیث کے تحت فرماتے ہیں:

”فإن سائر الأموات أيضا يسمعون السلام والكلام، وتعرض عليهم أعمال أقاربهم في بعض الأيام، نعم إن الأنبياء تكون حياتهم على الوجه الأكمل، ويحصل لبعض وراثهم من الشهداء والأولياء والعلماء الحظ الأوفى بحفظ أبدانهم الظاهرة، بل بالتلذذ بالصلاة والقراءة ونحوهما في قبورهم الطاهرة إلى قيام الساعة الآخرة“

ترجمہ: بلاشبہ دیگر فوت شدگان بھی سلام اور کلام سنتے ہیں اور ان کے اعزاء واقرباء کے اعمال بھی بعض اوقات ان کے سامنے پیش کیے جاتے ہیں۔ ہاں لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کی (قبر میں) حیات مبارکہ بر سبیل کمال ہوتی ہے اور ان کے بعض وارثین جیسے شہداء، اولیاء اور علماء کو بھی (قبروں میں) ان کے ظاہری جسموں کی حفاظت کی صورت میں ایک بہترین حصہ ملتا ہے، بلکہ قیامت تک وہ اپنی پاکیزہ قبروں میں نماز پڑھنے اور قرآن کی تلاوت کرنے جیسی لذتوں سے محظوظ ہوتے رہیں گے۔ (1)

حدیث 5:

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”ان الأنبياء لا يتركون في قبورهم بعد أربعين ليلة، ولكنهم يصلون بين

1... مرقاۃ المفاتیح، 3/1017 جلد 03، صفحہ 1017، دار الفکر، بیروت

یدی اللہ عزوجل حتی ینفخ فی الصور“

ترجمہ: بے شک انبیاء اپنی قبروں میں چالیس راتوں کے بعد نہیں چھوڑے جاتے، بلکہ وہ اللہ پاک کے سامنے نماز ادا کرتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔[1]

حدیث6:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

”افرشوا لی قطیفتی فی لحدی فإن الأرض لم تسلط علی أجساد الأنبیاء“

ترجمہ: میری قبر میں میرے لئے میرا بستر بچھا دینا، کیونکہ زمین کو انبیاء کے اجسام پر اختیار نہیں دیا گیا ہے۔[2]

حدیث7:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا:

”لا تجعلوا بیوتکم قبورا ولا تجعلوا قبری عیدا وصلوا علی فإن صلاتکم تبلغنی حیث کنتم“

ترجمہ: اپنے گھروں کو قبریں نہ بناؤ اور میری قبر کو عید نہ بناؤ۔ اور مجھ پر درود

1...حیاۃ الانبیاء فی قبورہم للبیہقی، ص 75

2...الخصائص الکبری، 2/486

بھیجو، بے شک تمہارا درود مجھے پہنچایا جاتا ہے جہاں بھی تم ہو۔[1]

حدیث 8:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن أقربكم مني يوم القيامة في كل موطن أكثركم علي صلاة في الدنيا من صلى علي مائة مرة في يوم الجمعة وليلة الجمعة قضى الله له مائة حاجة سبعين من حوائج الآخرة وثلاثين من حوائج الدنيا ، ثم يوكل الله بذلك ملكا يدخله في قبري كما يدخل عليكم الهدايا يخبرني من صلى علي باسمه ونسبه إلى عشيرته فأثبته عندي في صحيفة بيضاء"

ترجمہ: قیامت کے دن ہر مقام پر تم میں سے میرے قریب ترین وہ ہوں گے جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود بھیجتے ہیں۔ جو شخص جمعہ کے دن اور جمعہ کی رات کو مجھ پر سو مرتبہ درود بھیجتا ہے، اللہ اس کی سو حاجتیں پوری کرتا ہے، ستر آخرت کی اور تیس دنیا کی۔ پھر اللہ اس پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اُس (درود) کو میری قبر میں اس طرح داخل کرتا ہے جیسے تمہارے پاس ہدیے آتے ہیں اور مجھے اُس کا نام اور اس کے خاندان کا نسب بتاتا ہے کہ کس نے مجھ پر درود بھیجا ہے اور میں اسے اپنے سفید صحیفے میں درج کرتا ہوں۔[2]

حدیث 9:

1...حیاۃ الانبیاء فی قبورہم للبیہقی، ص 95

2...حیاۃ الانبیاء فی قبورھم للبیھقی، ص 93

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن للہ عزوجل ملائکۃ سیاحین فی الأرض یبلغونی عن أمتی السلام"

ترجمہ: بے شک اللہ پاک کے کچھ ایسے فرشتے ہیں جو زمین میں سفر کرتے ہیں اور میری امت کی طرف سے سلام مجھ تک پہنچاتے ہیں۔[1]

مستدلین:

امام بیہقی۔(حیاۃ الانبیاء، ص100)

امام سیوطی۔(انباء الازکیاء، بحوالہ حیاۃ الانبیاء للبیہقی)

امام سخاوی۔(القول البدیع، ص159)

علامہ ابن الہادی۔(الصارم المنکی، ص192)

حدیث10:

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے فرمایا:

"لیس أحد من أمة محمد صلى الله عليه وسلم يصلي عليه صلاة إلا وهي تبلغه يقول له الملك: فلان يصلي عليك كذا وكذا صلاة"

ترجمہ: کوئی بھی میری امت کا فرد مجھ پر درود بھیجتا ہے تو وہ مجھے پہنچتا ہے، فرشتہ کہتا ہے کہ فلاں شخص نے آپ پر اتنی اتنی بار درود بھیجا ہے۔[2]

1...سنن نسائی، 3/43

2...حیاۃ الانبیاء فی قبورھم للبیہقی، ص102

حدیث 11:

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من صلی علی عند قبری سمعته ومن صلی علی نائیا أبلغته"

ترجمہ: جو شخص میری قبر کے پاس درود بھیجتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے درود بھیجتا ہے اسے مجھ تک پہنچایا جاتا ہے۔[1]

مستدلین:

حافظ ابن حجر۔(فتح الباری، ج6، ص488)

علامہ علی قاری۔(مرقاۃ، ج4، ص21)

امام ابوالحسن عراقی (تنزیہ الشریعہ، ج1، ص381)

قاضی ثناء اللہ پانی پتی۔(تفسیر مظہری، ج7، ص373)

حدیث 12:

نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تخیرونی علی موسی فإن الناس یصعقون، فأکون أول من یفیق فإذا موسی باطش بجانب العرش فلا أدری أکان ممن صعق فأفاق قبلی أو کان ممن استثنی"

ترجمہ: مجھے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر فضیلت نہ دو کیونکہ لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں سب سے پہلے ہوش میں آؤں گا، تو میں موسیٰ کو عرش کے

1...حیاۃ الانبیاء فی قبورھم للبیہقی، ص103

کنارے پکڑے ہوئے پاؤں گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ وہ ان لوگوں میں سے تھے جو مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے تھے یا اللہ نے انہیں مستثنیٰ کر دیا تھا۔[1]

حدیث 13:

"تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی" میں ہے حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"إن من أفضل أيامكم يوم الجمعة فيه خلق آدم وفيه قبض وفيه النفخة وفيه الصعقة فأكثروا علي من الصلاة فإن صلاتكم معروضة علي قالوا يا رسول الله كيف تعرض عليك صلاتنا وقد أرمت؟ يقولون قد بليت قال: (إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء)"

ترجمہ: تمہارے دنوں میں سے افضل دن جمعہ کا ہے جس میں حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا گیا ہے اور اسی دن ان کی روح قبض کی گئی اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت آئے گی، تو مجھ پر کثرت سے درودِ پاک پڑھو بے شک تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے۔ صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کی: یارسول اللہ! جب آپ کا جسم مبارک وفات کی وجہ سے مٹی میں مل جائے گا، تو آپ کو کیسے ہمارے درود پیش کیے جائیں گے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کے جسموں کو کھانا حرام قرار دیا ہے۔[2]

1... حیاۃ الانبیاء فی قبورھم للبیہقی، ص106

2... تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی، ص35

حدیث14:

"تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی" میں ہے حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا:

"لاتأکل الأرض جسد من کلمه روح القدس"

ترجمہ: جس سے روح القدس (یعنی جبرائیل علیہ السلام) نے کلام کیا، اس کا جسم زمین نہیں کھائے گی۔(1)

اسی کی تفصیل و تنقیح کرتے ہوئے ابو البقاء محمد بن احمد القرشی الحنفی المعروف ابن الضیاء (المتوفی: 854ھ) تاریخ مکۃ المشرفہ میں لکھتے ہیں:

"أن نبینا صلی اللہ علیه وسلم أحیاه اللہ بعد موته حیاۃ تامة واستمرت تلك الحیاۃ إلی الآن، وهی مستمرۃ إلی یوم القیامة إن شاء اللہ تعالی، ویشارکه فی ذلك جمیع الأنبیاء علیهم الصلاۃ والسلام، والدلیل علی ذلك أمور أحدها: قوله تعالی: "ولاتحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ أمواتا بل أحیاء عند ربهم یرزقون". والشهادۃ حاصلة له صلی اللہ علیه وسلم علی أتم الوجوه؛ لأنه شهید الشهداء، قال اللہ تعالی: "ویکون الرسول علیکم شهیدا" وإن توهم أن ذلك من خصائص القتل، فقد حصل له ذلك أیضا من أکلة خیبر، صرح ابن عباس وابن مسعود وغیرهما بأنه صلی اللہ علیه وسلم مات شهیدا. ثانیها: حدیث أنس یرفعه: "الأنبیاء أحیاء فی قبورهم یصلون" وفی لفظ عند البیهقی: "الأنبیاء لا

1... تحقیق فضل الصلاۃ علی النبی، ص35

يتركون في قبورهم بعد أربعين ليلة ولكنهم يصلون بين يدي الله عزوجل حتى ينفخ في الصور" ثالثها: حديث أنس عند مسلم: "أتيت على موسى ليلة أسري بي وهو قائم يصلي في قبره". رابعها: حديث الإسراء ورؤيته الأنبياء وذكره لكل أحد أنه على صورة كذا وبهيئة كذا ومستند إلى البيت المعمور، وأمثال ذلك دلائل قاطعة على أنهم أحياء بأجسادهم. خامسها: حديث أوس بن أوس "إن الله حرم على الأرض أن تأكل أجساد الأنبياء". وفيه دليل واضح وقد ذهب إلى ما ذكرنا دليله وأوضحنا حجته جماعة من أهل العلم وصرحوا به، منهم الإمام البيهقي والأستاذ أبو القاسم القشيري وأبو حاتم بن حبان وأبو طاهر الحسين بن علي الأردستاني، وصرح به أبو عمرو بن الصلاح ومحيي الدين النووي والحافظ محب الدين الطبري وغيرهم"

ترجمہ: ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ پاک نے وصالِ ظاہری کے بعد بھی مکمل حیات عطا کی اور یہ حیات اب تک جاری ہے اور قیامت تک ان شاء اللہ جاری رہے گی۔ تمام انبیاء علیہم السلام بھی اس میں شریک ہیں۔ اس کا ثبوت کچھ باتوں سے ہے:

1. اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: اور جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل ہوئے انہیں مردہ نہ سمجھو بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے ہاں رزق دیے جاتے ہیں۔[1] اور شہادت نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی حاصل ہے کیونکہ آپ شہید الشہداء ہیں۔ اللہ پاک نے فرمایا:

1... آل عمران: 169

اور رسول تمہارے اوپر گواہ ہوں گے۔ اور اگر یہ سمجھا جائے کہ یہ خصوصیت صرف قتل کی حالت میں ہے، تو نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو بھی خیبر کے زہر سے شہادت ملی، جیسا کہ ابنِ عباس اور ابنِ مسعود رضی اللہ عنہما وغیرہ نے بیان کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم شہید ہوئے۔

2. حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔" اور امام بیہقی کی روایت میں ہے کہ "انبیاء کو چالیس دن بعد قبروں میں نہیں چھوڑا جاتا، بلکہ وہ اللہ پاک کے سامنے نماز پڑھتے ہیں یہاں تک کہ صور پھونکا جائے۔"

3. مسلم شریف میں حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے: آقا کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے فرمایا: میں موسیٰ کے پاس سے گزرا جس رات مجھے معراج کرائی گئی، وہ اپنی قبر میں کھڑے نماز پڑھ رہے تھے۔

4. حدیثِ معراج اور نبی صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی انبیاء سے ملاقات اور ان کا ذکر کہ ہر ایک کی صورت اور حالت کیسی تھی اور بیت المعمور کی طرف ان کا ٹیک لگانا اور اس جیسے دیگر دلائل قطعی دلائل اس بات کو ثابت کرتے ہیں کہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں۔

5. حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ کی حدیث میں ہے کہ "بے شک اللہ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ اس میں (حیات انبیاء پر) واضح دلیل ہے۔

یہ جو دلائل و حجتیں ہم نے ذکر کی ہیں اس کی طرف متعدد اہلِ علم گئے ہیں اور انہوں نے اس کی باقاعدہ تصریحات کی ہیں، جن میں امام بیہقی، استاد ابو القاسم قشیری، ابو حاتم بن حبان، ابو طاہر حسین بن علی اردستانی ہیں، اور اسی کی تصریح ابو عمرو بن الصلاح، محی الدین نووی، حافظ محب الدین طبری وغیرہ نے بھی کی ہے۔[1]

ایک حدیث پاک سے حیاتِ انبیاء پر اعتراض اور اس کے جوابات

اعتراض:

حدیث میں ہے:

"عن أبی هريرة رضی الله عنه أن رسول الله صلی الله عليه وسلم قال: ما من أحد يسلم علی إلا رد الله إلی روحی حتی أرد عليه السلام"

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا: "کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو اللہ میری روح کو لوٹا دیتا ہے تاکہ میں اس کے سلام کا جواب دے سکوں۔[2]

یہ حدیث اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ قبر میں عموماً نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم کا جسمِ اقدس بے روح ہوتا ہے اور جب کوئی سلام پیش کرتا ہے تب اللہ پاک اس میں روح لوٹاتا ہے تاکہ نبی پاک صلی اللہ علیہ والہ وسلم سلام کا جواب دیں۔

1...تاریخ مکۃ المشرفۃ والمسجد الحرام، ص336

2...حیاۃ الانبیاء فی قبورھم للبیہقی، ص96

جواب:

محدثینِ کرام رحمہم اللہ نے اس اعتراض کے کئی جوابات دیے ہیں، جن میں سے چند ہم یہاں نقل کرتے ہیں:

(1) عربی زبان کی معرفت رکھنے والا ہی صحیح طور پر سمجھ سکتا ہے کہ حدیث میں "رد اللہ" جملہ حالیہ واقع ہوا ہے اور عربی زبان کا قاعدہ ہے کہ جب جملہ حالیہ **فعلِ ماضی** واقع ہو تو اس جملے سے پہلے لفظ "قد" مقدر (محذوف) مانا جاتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

﴿اَوْ جَآءُوْكُمْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ﴾

ترجمۂ کنز الایمان: یا تمہارے پاس یوں آئے کہ ان کے دلوں میں سکت (طاقت) نہ رہی۔[1]

اس آیت میں "حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ" جملہ حالیہ ہے، اس لیے اس سے پہلے "قد" مقدر ہے یعنی "قَدْ حَصِرَتْ صُدُوْرُهُمْ" (اس حال میں کہ ان کے دلوں میں ہمت وسکت نہ رہی)، تو اسی طرح حدیث میں "رد اللہ" سے قبل بھی "قد" مقدر ہے تو جب قد کو مقدر مان لیا تو معنی یہ ہو گا کہ سلام بھیجنے والے کے سلام سے پہلے ہی روح کو لوٹانے کا عمل متحقق ہو چکا ہے اور اس صورت میں "حتی" تعلیل کے لیے نہیں بلکہ یہاں بطورِ حرفِ عطف "واو" کے معنیٰ میں استعمال ہوا ہے، اس گفتگو کی رو سے اب حدیث کی اصل عبارت مقدرہ یوں ہو گی:

1...پ5، النسآء:90

”ما مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا قَدْ رَدَّ اللهُ عَلَىٰ رُوحِي قَبْلَ ذَٰلِكَ فَأَرُدُّ عَلَيْهِ“

ترجمہ: کوئی بھی شخص مجھ پر سلام بھیجتا ہے تو (چونکہ) اللہ نے پہلے ہی میری روح کو لوٹا دیا ہوتا ہے پس میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یہاں ان لوگوں کو اعتراض و اشکال در پیش ہوا ہے جنہوں نے جملہ ”رد اللہ“ کو حال یا استقبال کے معنٰی میں تصور کیا (یعنی اس وقت لوٹا دیتا ہے یا لوٹا دے گا) اور ”حتی“ کو تعلیل کے لیے گمان کیا حالانکہ یہاں ایسا نہیں ہے۔ اگر کلمہ ”رد“ کو حال و استقبال کے معنٰی میں لیا جائے تو سلام کرنے والوں کی تکرار کی وجہ سے تکرارِ رد (روح کا بار بار لوٹایا جانا) لازم آئے گا اور تکرارِ رد کی وجہ سے تکرارِ مفارقت (یعنی بار بار جسمِ اقدس سے روح کا جدا ہونا) لازم آئے گا حالانکہ تکرارِ مفارقت کئی ممنوعات کی وجہ سے درست نہیں۔ جیسا کہ

1 جسم مبارک سے بار بار روح اقدس کا جدا ہونا: تکرارِ مفارقت جسمِ انور کی تکلیف کا باعث ہو گا۔ اور اگر تکلیف نہ بھی ہو تب بھی یہ بات شان عظمت ورسالت کے منافی ہے۔

2 تمام شہداء و اولیاء کی مخالفت کی وجہ سے: کیونکہ ان میں سے کسی کے لیے بھی عالمِ برزخ میں روح کا بدن سے جدا ہو کر دوبارہ جسم میں لوٹنے کا تکرار ثابت نہیں ہے اور جب ان شہداء و اولیاء کا یہ عالم ہے کہ روح ان کے اجسام سے تکرارِ مفارقت نہیں کرتی (بلکہ ان کے اجسام میں ہی ہوتی ہے) تو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات مبارک اس بات کی زیادہ حقدار ہے کہ ان کی روح مبارک جسمِ اقدس سے جدا نہ ہو

اور بدرجہ اولیٰ جسمِ اقدس میں ہی جلوہ گر رہے۔

3 قرآنی آیات کی مخالفت کی وجہ سے: کیونکہ آیتِ قرآنی سے ثابت ہے کہ انسان کے لیے دو موت اور دو حیات ہیں جبکہ اگر تکرار درست مانی جائے تو یہ کثیر اموات وحیات کو لازم ہو گا اور ایسا ہونا باطل ہے۔

4 سابقہ احادیثِ متواترہ کی مخالفت کی وجہ سے: کیونکہ سابقہ احادیث اس تکرارِ مفارقت کے بطلان کا تقاضہ کرتی ہیں۔

توجو بات قرآنِ کریم اور احادیثِ متواترہ کے مخالف ہو، اوّلاً تو اس کی تاویل کی جائے گی اور اگر تاویل ممکن نہ ہو، تو وہ بات مردود (باطل) ہے لہٰذا اب لازم ہے کہ حدیث کے مضمون و متن کو ہماری بیان کردہ تاویل پر محمول کر کے درست مانا جائے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ مذکورہ بالا جواب کے متعلق فرماتے ہیں: ”میں نے امام بیہقی کی کتاب ”حیاۃ الانبیاء“ میں دیکھا تو اس میں (مذکورہ بالا) حدیث ان الفاظ سے مروی تھی: ”إِلَّا وَقَدْ رَدَّ اللہُ عَلَیَّ رُوحِی“۔ امام بیہقی نے بھی اس روایت کے الفاظ میں ”قد“ کی تصریح کی ہے۔ لہٰذا جس روایت میں ”قد“ مذکور نہیں اس میں ”قد“ کو پوشیدہ مانا جائے گا۔ اور لفظ ”قد“ کا روایت میں حذف ہونا راویوں کے تصرف کی وجہ سے ہوا ہے۔ پس جب معلوم ہو گیا کہ حقیقتاً روایت انہی الفاظ سے منقول ہے لہٰذا میرے نزدیک یہ ہی جواب راجح اور بہترین ہے۔“

(2) نیز لفظ ”الرد“ ہمیشہ جدا ہونے کے بعد لوٹنے کے معنیٰ میں استعمال نہیں

ہوتا بلکہ کبھی یہ مطلقاً صیرورت (ہونے) کے معنیٰ میں بطورِ کنایہ بھی استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ پاک نے حضرت شعیب علیہ السلام کے واقعہ میں بیان فرمایا:

﴿قَدِ افْتَرَیْنَا عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اِنْ عُدْنَا فِیْ مِلَّتِكُمْ﴾

ترجمۂ کنز الایمان: ضرور ہم اللہ پر جھوٹ باندھیں گے اگر تمہارے دین میں آجائیں۔[1]

تو یہاں لفظِ "اِنْ عُدْنَا" جس کا اصلی معنیٰ ہے: "اگر ہم لوٹ آئیں"۔ لیکن یہاں یہ صیرورت (ہونے) کے معنیٰ میں ہے تو ترجمہ یہ بنے گا: "اگر ہم تمہارے دین میں ہو جائیں یا آجائیں"، کیونکہ اگر یہ ترجمہ کیا جائے کہ "اگر ہم لوٹ آئیں تمہارے دین میں" تو اس صورت میں لازم آئے گا کہ نعوذ باللہ حضرت شعیب علیہ السلام پہلے ان کے دین میں تھے تب ہی دوبارہ لوٹنے کا کہہ رہے ہیں۔ حالانکہ ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔ تو اسی طرح مذکورہ بالا حدیث میں بھی "رد" سے مراد یہ نہیں کہ پہلے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم کی روح جدا ہوتی ہے پھر وقتِ سلام آپ کی روح کو لوٹایا جاتا ہے بلکہ مراد یہ ہے کہ "سلام کے وقت آپ کی روح موجود ہوتی ہے۔"

(3) حدیث میں "روح کے لوٹنے" سے روح کا جسمِ اقدس سے جدا ہو کر دوبارہ لوٹنا مراد نہیں ہے بلکہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہ وسلم عالمِ برزخ میں احوالِ ملکوت میں مشغول اور مشاہدۂ ربِ تعالیٰ میں مستغرق و مصروف ہیں جیسا کہ دنیا میں بحالتِ وحی ہوا کرتے تھے تو اس مشاہدہ و استغراق سے افاقے کو "روح کے لوٹنے" سے تعبیر

1...پارہ نمبر 07، سورۃ الاعراف، آیت: 89

کیا گیا ہے اور اس کی مثال علماء اسلام کے ان اقوال سے بھی ملتی ہے جو کہ انہوں نے "حدیثِ معراج" میں وارد ہونے والے اس لفظ کی توضیح میں بیان کیے ہیں:

"فَاسْتَيْقَظْتُ وَاَنَا بِالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ"

ترجمہ: پس جب میں بیدار ہوا تو مسجد حرام میں تھا۔[1]

اس حدیث میں "استیقاظ" سے مراد نیند سے جاگنا نہیں ہے کیونکہ معراج خواب میں نہیں ہوئی تھی بلکہ یہاں عجائبات سماوات و ملکوت کے مشاہدات سے افاقے کو "استیقاظ" (جاگنے) سے تعبیر کیا گیا ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "یہ جواب انتہائی مضبوط ہے۔"

(4) لفظ "رد" بدنِ مبارک میں روحِ اقدس کے ہمیشہ موجود ہونے کا تقاضہ کرتا ہے وہ اس طرح کہ کوئی وقت ایسا نہیں ہوتا کہ زمین کے اطراف و اکناف میں کوئی نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم پر درودِ پاک نہ پڑھ رہا ہو، تو اس وجہ سے روح مبارک بدنِ اقدس سے کبھی جدا ہوتی ہی نہیں۔

(5) اور ایک قول یہ بھی ہے کہ پہلے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم کی طرف اسی بات کی وحی کی گئی تھی لہٰذا آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس کی خبر ارشاد فرمادی لیکن بعد میں اللہ پاک نے وحی فرمائی کہ آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم قبر میں بھی ہمیشہ زندہ رہیں گے تو آپ صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے اس کے بارے میں ارشاد فرمادیا (جیسا کہ اس حدیث کے علاوہ مذکورہ بالا احادیث میں بیان کیا گیا) اور اس معاملے میں کوئی تضاد نہیں

1 ... الشفاء للقاضی عیاض، ج 1، ص 360

کیونکہ وہ پہلی وحی تھی اور یہ دوسری وحی ہے۔

(6) بعض شارحینِ حدیث نے ایک جواب یہ بھی دیا کہ یہاں روح سے مجازی طور پر " نطق " (گفتگو) مراد ہے تو گویا اب حدیث کا مطلب یوں ہو گا:"اِلَّا رَدَّ اللہ الی نطقی "یعنی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تو دائمی طور پر حیات ہیں (یعنی اس تاویل کے بعد حدیث پر وارد اعتراض رفع ہو گیا اور استدلال حیات النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم درست و صحیح ہو گیا) لیکن حیاتِ دائمی سے نطق (گفتگو) لازم نہیں ہوتی، بلکہ اللہ پاک سلام کرنے والوں کے سلام کے وقت قوتِ گویائی عطا فرما دیتا ہے اور روح سے مجازاً نطق مراد لینے کا قرینہ یہ ہے کہ نطق (گفتگو) کے لیے روح کا موجود ہونا لازم ہے جیسا کہ روح کے لیے نطق (گفتگو) کا بالفعل یا بالقوہ ہونا لازم ہے۔ تو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے لازم ملزوم میں سے ایک کو ذکر فرمایا اور ایسا عربی بول چال میں معروف ہے۔

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اس جواب کے بارے میں "انباء الاذکیاء" میں فرماتے ہیں: میرے نزدیک اس جواب پر چند اشکالات ہیں (یعنی یہ جواب امام سیوطی کے نزدیک درست نہیں۔)

اس جواب کا ظاہر اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم برزخ میں حیاتِ دائمی سے موجود تو ہیں لیکن بعض اوقات گفتگو نہیں کر سکتے بلکہ جب سلام ہوتا ہے تب ہی جواب کے لیے نطق (گفتگو) فرماتے ہیں حالانکہ یہ معاملہ تو بہت بعید بلکہ دلائل کے اعتبار سے ممنوع ہے، اس لیے کہ عقل و نقل دونوں ہی اس

بات کو تسلیم نہیں کرتے بلکہ اس کے بر عکس دلائل فراہم کرتے ہیں۔

نقل:(احادیث واقوال ائمہ کرام)

کثیر احادیث مبارکہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے حالاتِ برزخی کے بارے میں موجود ہیں جن میں اس بات کی صراحت ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام جو چاہتے ہیں، گفتگو فرماتے ہیں، انہیں کسی چیز سے منع نہیں کیا جاتا بلکہ اسی طرح تمام مؤمنین و شہداء اور دیگر نیک لوگوں کا حال ہے کہ جو چاہیں گفتگو کرتے ہیں اور کسی چیز سے منع نہیں کیے جاتے برزخ میں کسی ایک کی بھی گفتگو سے ممانعت کے بارے میں کوئی حدیث وارد نہیں ہے، سوائے اس شخص کے جو بغیر وصیت کے مر گیا ہو۔ جیسا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"مَنْ لَمْ يُوْصِ لَمْ يُؤْذَنْ لَهُ فِي الْكَلَامِ مَعَ الْمَوْتٰى قِيلَ: يَا رَسُول الله وَهَلْ تَتَكَلَّمُ الْمَوْتٰى قَالَ: نَعَمْ وَيَتَزَاوَرُونَ"

ترجمہ: جس شخص نے وصیت نہ کی ہو اسے مردوں سے کلام کرنے کی اجازت نہیں دی جاتی، عرض کی گئی: یارسول اللہ کیا مردے بھی کلام کرتے ہیں؟ فرمایا: ہاں اور وہ آپس میں ایک دوسرے سے ملتے بھی ہیں۔[1]

عقل:

اور عقلاً اس وجہ سے منع ہے کہ بعض اوقات گفتگو سے روک دیا جانا تو عذاب وسزا کی ہی ایک قسم ہے، اسی وجہ سے جو شخص وصیت کیے بغیر مر جائے، اسے یہ

1...شرح الصدور، ج1، ص261

سزا دی جائے گی اور حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم تو اس بات سے منزہ و پاک ہیں کہ انہیں سزا دی جائے، ان وجوہات کی بناء پر حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کا گفتگو سے روکا جانا کسی بھی طرح درست معلوم نہیں ہوتا۔

(7) حدیث میں روح سے کنایۃً "قوتِ سماعت" مراد ہے۔ یعنی اللہ پاک نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی معجزانہ سماعت کو لوٹا دیتا ہے، اس طرح کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سلام بھیجنے والے کے سلام کو خود سنتے ہیں، خواہ سلام کہنے والا کتنی ہی دور کیوں نہ ہو اور اس کو بغیر کسی وسیلے (فرشتے) کے جواب بھی دیتے ہیں۔ اور اس سماعت سے عام طرح کی سماعت جو کہ لوگوں میں ہوتی ہے، وہ مراد نہیں ہے کیونکہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو دنیا ہی میں معجزانہ سماعت دی گئی تھی، جس کی وجہ سے آسمان کی چرچراہٹ کی آواز سنتے تھے، جیسا کہ اس بارے میں روایات کو معجزات کی کتب میں بیان کیا گیا ہے اور سماعت کی یہ معجزاتی کیفیت کبھی کبھی حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم سے جدا بھی ہو جاتی تھی لیکن پھر لوٹ آتی تھی اور اس بات پر کوئی اعتراض نہیں، تو آپ صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برزخی حالت ویسے ہی ہے جیسے دنیاوی حالت تھی۔

(8) روح کے لوٹنے سے ان برزخی معاملات سے فراغت مراد ہے جو کہ برزخ میں در پیش ہوتے ہیں جیسا کہ اعمالِ امت کو ملاحظہ فرمانا، گناہ گاروں کے لیے اللہ پاک سے مغفرت طلب کرنا، امت کے لیے بلاؤں سے نجات کی دعا کرنا، زمین کے مختلف حصوں کو اپنے وجود سے متبرک کرنے کے لیے تشریف لے جانا اور اپنی امت

کے صالحین کے جنازہ میں شرکت کے لیے تشریف لے جانا وغیرہ۔ تو یہ تمام امور حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی برزخی مشغولیات سے متعلق ہیں جیسا کہ کئی احادیث و آثار میں اس کا بیان موجود ہے۔

حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر سلام پیش کرنا، افضل ترین اعمال اور عظیم نیکیوں میں سے ہے، اسی وجہ سے سلام کا جواب دینے کے لیے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی اہم مشغولیات سے ایک لمحہ کے لیے فراغت پا کر اپنے امتی کو جوابِ سلام سے مشرف فرماتے ہیں۔

(9) روح سے "روح الحیاۃ" مراد نہیں ہے بلکہ "خوشی و سرور" مراد ہے جیسا کہ اللہ پاک کے اس فرمان میں ہے:

﴿فَرَوْحٌ وَّ رَیْحَانٌ ۙ﴾

ترجمہ کنزالایمان: تو راحت ہے اور پھول۔[1]

اس آیتِ مبارکہ میں "فَرَوْحٌ" کو راء کے پیش کے ساتھ "فرُوح" بھی پڑھا گیا ہے۔ تو اب اس توجیہ کے پیشِ نظر معنیٰ یہ بنے گا کہ حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کو محبت کے ساتھ سلام کرنے کی وجہ سے سلام کے وقت جو خوشی و سرور قلبِ اقدس میں امت کی محبت کے سبب پیدا ہوتی ہے، اللہ پاک وہ آپ پر لوٹا دیتا ہے۔

(10) روح سے مراد "وہ رحمت ہے جو درودِ پاک کے ثواب سے حاصل ہوتی ہے۔" جیسا کہ حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق امام ابن منذر رحمۃ اللہ علیہ اپنی

---

1 ...پارہ نمبر 27، سورۃ الواقعہ، آیت: 89

تفسیر میں لکھتے ہیں: "وہ اس آیت میں " فَرَوْحٌ "کو راء کے پیش کے ساتھ پڑھتے تھے اور فرماتے تھے کہ روح سے مراد رحمت ہے۔"

(11)"روح" سے مراد "وہ فرشتہ ہے جو سلام پہنچانے کے لیے حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی قبرِ انور پر مقرر ہے "اور روح کا اطلاق حضرت جبریلِ امین علیہ السلام کی طرح دیگر فرشتوں پر بھی ہوتا ہے۔" امام راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "اشراف الملائکہ (عظمت وشرافت والے فرشتوں) کو ارواح کہا جاتا ہے۔" تو اب "رد اللہ الی روحی" کا معنیٰ ہوگا کہ اللہ پاک نے سلام پہنچانے والے فرشتے کو میری طرف بھیجا۔

(12)روح سے مراد "دعائے رحمت" ہے۔ وہ اس طرح کہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم پر سلام بھیجنے والا اللہ پاک کی رحمت کا متقاضی ہوتا ہے۔ تو اللہ پاک یہ رحمت کا معاملہ نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے سپرد فرمادیتا ہے کہ آپ سلام بھیجنے والے کے لیے رحمت کی دعا کرتے ہیں اور اسے نبیِ پاک صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کی دعا کی برکت سے وہ رحمت حاصل ہو جاتی ہے۔

(13)روح سے مراد وہ "رحمت وشفقت" ہے جو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم کے قلبِ انور میں اپنی امت کے لیے ہے۔ (اور شفقت کے باوجود) آپ علیہ السلام بعض اوقات ایسے شخص پر غضب بھی فرماتے ہیں جو کہ کثرت سے گناہ کرتا ہو یا اللہ پاک کی مقرر کردہ حدود کو پامال کرتا ہو۔ تو حضور نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم نے اس بات کی خبر دی ہے کہ بیشک جو کوئی مجھ پر درود وسلام پڑھتا ہے اگرچہ وہ کتنا ہی گناہ

گار کیوں نہ ہو، میں اس کی طرف اپنی رحمتِ خاص سے متوجہ ہوتا ہوں اور بذاتِ خود اسے سلام کا جواب دیتا ہوں۔

یہ تمام جوابات امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب **"انباء الاذکیاء بحیاۃ الانبیاء"** سے ملخصاً نقل کیے گئے ہیں۔

حیاتِ انبیاء پر اجماع

امام سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی مشہور کتاب "القول البدیع" میں فرماتے ہیں:

"ونحن نؤمن ونصدق بأنه - صلی الله علیه وسلم - حی یرزق فی قبره وأن جسده الشریف لا تأکله الأرض، والإجماع علی هذا"

ترجمہ: "اور ہم ایمان لاتے اور تصدیق کرتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی قبر میں زندہ ہیں اور انہیں رزق دیا جاتا ہے اور ان کے مقدس جسم کو زمین نہیں کھاتی۔ اور اسی پر اجماع ہے۔"(1)

شیخِ محقق عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ "اشعۃ اللمعات" میں لکھتے ہیں:

"بباید حیات انبیاء متفق علیہ است ہیچ کس را دروئے خلاف نیست حیات جسمانی دنیاوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی"

ترجمہ: حیاتِ انبیاء پر اتفاق ہے اور اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے کہ یہ

---

1 ...القول البدیع فی الصلاۃ علی الحبیب الشفیع، ص 172

دنیاوی جسمانی اور حقیقی زندگی ہے، نہ کہ معنوی یا روحانی زندگی۔[1]

الفتوحات الربانیہ میں ہے:

"والاجماع علی انہ حیی فی قبرہ علی الدوام"

ترجمہ: اور اس پر اجماع ہے کہ نبیِ کریم صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم اپنی قبر میں ہمیشہ زندہ ہیں۔[2]

المنحۃ الوھبیۃ میں ہے:

"والحاصل ان حیاۃ الانبیاء ثابتۃ بالاجماع"

ترجمہ: "حاصل یہ ہے کہ حیاتِ انبیاء بالاجماع ثابت ہے۔"[3]

حیاتُ النبی کے منکر کا حکم

فتاویٰ رضویہ میں ہے: "حیاتِ انبیاء علیہم الصلوۃ والثناء کا منکر گمراہ بددین ہے۔"[4]

آخر میں اللہ پاک سے دعا ہے کہ وہ ہمیں دنیا و آخرت میں انبیاء و مرسلین علیہم السلام کا فیضان نصیب فرمائے۔ اور ان کے صدقے جنت الفردوس میں دائمی حیات کی انمول نعمت عطا فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الامین صلی اللہ علیہ واٰلہٖ وسلم۔

1...اشعۃ اللمعات، 1/574

2...الفتوحات الربانیۃ، 3/316

3...المنحۃ الوھبیۃ، ص06

4...فتاویٰ رضویہ، 29/111

سید کامران عطاری مدنی
کے چند مزید رسالے

1 63 حکایات وواقعات 2 تہجد گزاروں کے واقعات

3 ارشاداتِ اعلی حضرت

4 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ حکایات وواقعات

5 تفسیر صراط الجنان سے ماخوذ فتاوی رضویہ کی عبارات

6 آیتِ درود اور شانِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

7 لقمۂ حرام کی تباہ کاریاں 8 حضرت حاتم اصم کے واقعات

9 فضائلِ درودِ پاک 10 عقلمندوں کے لیے نصیحتوں کے مدنی پھول

11 حکایاتِ احیاء العلوم 12 کثرت سے مطالعہ کرنے والے بزرگوں کے واقعات

13 علمِ غیبِ مصطفیٰ قرآنی آیات و تفاسیر کی روشنی میں

14 آیاتِ احکام ماخوذ از تفسیر صراط الجنان 15 حکایاتِ روح البیان

16 حیاتِ انبیاء پہ عمدہ دلائل

ان شاء اللہ عنقریب آنے والے رسالوں کے نام

1 شانِ ولی 2 توسل پہ عمدہ دلائل

3 سود کی تباہ کاریاں

4 حضور غوثِ پاک رضی اللہ عنہ کی ۱۱۱ نصیحتیں

5 توثیقِ آئمہ اربعہ 6 امام اعظم کی ذہانت کے 200 واقعات

7 حفظِ قرآن کے فضائل 8 عدمِ سایہ پہ عمدہ دلائل



/FIQHIMASAIL2526 /SYEDKAMRAN786

+923169168614 /IAMKAMRANMADANI